

Tafheemul Quran  
in Colors  
Arabic Urdu  
084 Al Inshiqaq  
Syed Abul Aala Maududi  
Evergreen Islamic Center

الْإِنْشِقَاقِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

نام

پہلی ہی آیت کے لفظ انشقت سے ماخوذ ہے۔ انشقاق مصدر ہے جس کے معنی پھٹ جانے کے ہیں اور اس نام کا مطلب یہ ہے کہ یہ وہ سورت ہے جس میں آسمان کے پھٹنے کا ذکر آیا ہے۔

زمانہ نزول

یہ بھی مکہ معظمہ کے ابتدائی دور کی نازل شدہ سورتوں میں سے ہے۔ اس کے مضمون کی داخلی شہادت یہ بتا رہی ہے کہ ابھی ظلم و ستم کا دور شروع نہیں ہوا تھا، البتہ قرآن کی دعوت کو مکہ میں بر ملا جھٹلایا جا رہا تھا اور لوگ یہ ماننے سے انکار کر رہے تھے کہ کبھی قیامت برپا ہوگی اور انہیں اپنے خدا کے سامنے جواب دہی کے

لیے حاضر ہونا پڑے گا۔

## موضوع اور مضمون

اس کا موضوع قیامت اور آخرت ہے۔

پہلی پانچ آیتوں میں نہ صرف قیامت کی کیفیت بیان کی گئی ہے بلکہ اس کے برحق ہونے کی دلیل بھی دے دی گئی ہے۔ اس کی کیفیت یہ بتائی گئی ہے کہ اس روز آسمان پھٹ جائے گا، زمین پھیلا کر ہموار میدان بنا دی جائے گی، جو کچھ زمین کے پیٹ میں ہے (یعنی مردہ انسانوں کے اجزائے بدن اور ان کے اعمال کی شہادتیں) سب کونکال کر وہ باہر پھینک دے گی، حتیٰ کہ اس کے اندر کچھ باقی نہ رہے گا اور اس کی دلیل یہ دی گئی ہے کہ آسمان وزمین کے لیے ان کے رب کا حکم یہی ہوگا اور چونکہ دونوں اس کی مخلوق ہیں اس لیے وہ اس کے حکم سے سرتابی نہیں کر سکتے، ان کے لیے حق یہی ہے کہ وہ اپنے رب کے حکم کی تعمیل کریں۔

اس کے بعد آیت 6 سے 19 تک میں بتایا گیا ہے کہ انسان کو خواہ اس کا شعور ہو یا نہ ہو، بہر حال وہ اس منزل کی طرف چاروں طرف چلا جا رہا ہے جہاں اسے اپنے رب کے آگے پیش ہونا ہے۔ پھر سب انسان دو حصوں میں بٹ جائیں گے۔ ایک، وہ جن کا نامہ اعمال سیدھے ہاتھ میں دیا جائے گا۔ وہ کسی سخت حساب فہمی کے بغیر معاف کر دیے جائیں گے۔ دوسرے وہ جن کا نامہ اعمال پیٹھ کے پیچھے دیا جائے گا۔ وہ چاہیں گے کہ کسی طرح انہیں موت آجائے، مگر مرنے کے بجائے وہ جہنم میں جھونک دیے جائیں گے۔ ان کا یہ انجام اس لیے ہوگا کہ وہ دنیا میں اس غلط فہمی پر لگن رہے کہ کبھی خدا کے سامنے جواب دہی کے لیے حاضر ہونا نہیں ہے۔ حالانکہ ان کا رب ان کے سارے اعمال کو دیکھ رہا تھا اور کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ ان اعمال کی باز پرس سے چھوٹ جائیں۔ ان کا دنیا کی زندگی سے آخرت کی جزا و سزا تک درجہ بدرجہ پہنچنا اتنا ہی یقینی ہے جتنا سورج ڈوبنے کے بعد شفق کا نمودار ہونا، دن کے بعد رات کا آنا اور اس میں انسان اور حیوانات کا اپنے اپنے بسیروں کی طرف پلٹنا، اور چاند کا ہلال سے بڑھ کر ماہِ کامل بننا یقینی ہے۔

آخر میں ان کفار کو دردناک سزا کی خبر دے دی گئی ہے جو قرآن کو سن کر خدا کے آگے جھکنے کے بجائے الٹی



تکذیب کرتے ہیں، اور ان لوگوں کو بے حساب اجر کا مرعدہ سنا دیا گیا ہے جو ایمان لا کر نیک عمل کرتے ہیں۔

اللہ کے نام سے جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

1- جب آسمان پھٹ جائے گا۔

اِذَا السَّمَاءُ اُنشَقَّتْ ﴿١﴾

2- اور سن لے گا اپنے رب کو اور اسکو لازم بھی یہی ہے۔<sup>\*1</sup>

وَ اٰذِنَتْ لِرَبِّهَا وَ حَقَّتْ ﴿٢﴾

1\* اصل میں اٰذِنَتْ لِرَبِّهَا کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں جن کے لفظی معنی ہیں ”وہ اپنے رب کا حکم سنے گا۔“ لیکن عربی زبان میں محاورے کے طور پر اٰذِن لَهٗ کے معنی صرف یہی نہیں ہوتے کہ اس نے حکم سنا بلکہ اسکا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اُس نے حکم سن کر ایک تابع فرمان کی طرح اسکی تعمیل کی اور سرتابی نہ کی۔

3- اور جب زمین پھیلا دی جائے گی۔<sup>\*2</sup>

وَ اِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ ﴿٣﴾

2\* زمین کے پھیلا دیے جانے کا مطلب یہ ہے کہ سمندر اور دریا پاٹ دیے جائیں گے، پہاڑ ریزہ ریزہ کر کے بکھیر دیے جائیں گے، اور زمین کی ساری اونچ نیچ برابر کر کے اسے ایک ہموار میدان بنا دیا جائے گا۔ سورہ طہ میں اس کیفیت کو یوں بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ”اُسے چٹیل میدان بنا دے گا جس میں تم کوئی بل اور سلوٹ نہ پاؤ گے۔“ (آیات ۱۰۶-۱۰۷)۔ حاکم نے مستدرک میں عمدہ سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبد اللہ کے حوالہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ ”قیامت کے روز زمین ایک دسترخوان کی طرح پھیلا کر بچھا دی جائے گی، پھر انسانوں کے لیے اس پر صرف قدم رکھنے کی جگہ ہوگی۔“ اس بات کو سمجھنے کے لیے یہ حقیقت نگاہ میں رہنی چاہیے کہ اُس دن تمام انسانوں کو جو اول روز آفرینش سے قیامت تک پیدا ہوئے ہوں گے، بیک وقت زندہ کر کے عدالت الہی میں پیش کیا جائیگا۔ اتنی بڑی آبادی کو جمع کرنے کے لیے ناگزیر ہے کہ سمندر، دریا، پہاڑ، جنگل، گھاٹیاں اور پست و بلند علاقے سب کے سب ہموار کر کے پورے کرہ زمین کو ایک میدان بنا دیا جائے تاکہ اس پر ساری نوع انسانی کے افراد کھڑے ہونے کی جگہ

پاسکیں۔

وَأَلْقَتْ مَا فِيهَا وَتَخَلَّتْ<sup>٤</sup>

4۔ اور نکال کر باہر ڈال دے گی جو کچھ اس میں ہے اور خالی ہو جائے گی۔<sup>\*3</sup>

3\* مطلب یہ ہے کہ جتنے مرے ہوئے انسان اس کے اندر پڑے ہوں گے سب کو نکال کر وہ باہر ڈال دے گی، اور اسی طرح ان کے اعمال کی جو شہادتیں اُس کے اندر موجود ہوں گی وہ سب بھی پوری کی پوری باہر آجائیں گی، کوئی چیز بھی اُس میں چھپی اور دبی ہوئی نہ رہ جائے گی۔

وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ<sup>٥</sup>

5۔ اور سن لے گی اپنے رب کو اور اسکو لازم بھی یہی ہے۔<sup>\*4</sup>

4\* یہ صراحت نہیں کی گئی کہ جب یہ واقعات ہوں گے تو کیا ہوگا، کیونکہ بعد کا یہ مضمون اُس کو آپ ہی ظاہر کر دیتا ہے کہ اے انسان تو اپنے رب کی طرف چلا جا رہا ہے، اُس کے سامنے حاضر ہونے والا ہے، تیرا نامہ اعمال تجھے دیا جانے والا ہے، اور جیسا تیرا نامہ اعمال ہوگا اس کے مطابق تجھے جزا یا سزا ملنے والی ہے۔

يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ إِنَّكَ كَارِحٌ إِلَىٰ رَبِّكَ

6۔ اے انسان بیشک تجھے تکلیف اٹھانا ہے اپنے رب کی طرف<sup>\*5</sup> خوب تکلیف۔ پھر تو اس سے جا ملے گا۔

كَدْحًا فَمَلْقِيهِ<sup>٦</sup>

5\* یعنی وہ ساری تگ و دو اور دوڑ دھوپ جو تو دنیا میں کر رہا ہے، اُس کے متعلق چاہے تو یہی سمجھتا رہے کہ یہ صرف دنیا کی زندگی تک ہے اور دنیوی اغراض کے لیے ہے، لیکن درحقیقت تو شعوری یا غیر شعوری طور پر جا رہا ہے اپنے رب ہی کی طرف اور آخر کار وہیں تجھے پہنچ کر رہنا ہے۔

فَأَمَّا مَنْ أُوْتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ<sup>٧</sup>

7۔ پس یہ کہ جس کو دیا جائے گا اس کا نامہ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں۔



فَسَوْفَ يُحَاسِبُ حِسَابًا يَسِيرًا

8- پس عنقریب اس سے حساب لیا جائے گا،  
ایک آسان حساب۔\*6

\*6 یعنی اُس سے سخت حساب فہمی نہ کی جائے گی۔ اُس سے یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ فلاں فلاں کام تو نے کیوں کیے تھے اور تیرے پاس اُن کاموں کے لیے کیا عذر ہے۔ اُس کی بھلائوں کے ساتھ اُس کی برائیاں بھی اُس کے نامہ اعمال میں موجود ضرور ہوں گی، مگر بس یہ دیکھ کر کہ بھلائوں کا پلڑا برائیوں سے بھاری ہے، اس کے قصوروں سے درگزر کیا جائے گا اور اسے معاف کر دیا جائے گا۔ قرآن مجید میں بد اعمال لوگوں سے سخت حساب فہمی کے لیے سُوءُ الْحِسَابِ (بری طرح حساب لینے) کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں (الرعد، آیت ۱۸)، اور نیک لوگوں کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ ”یہ وہ لوگ ہیں جن سے ہم ان کے بہتر اعمال قبول کر لیں گے اور ان کی برائیوں سے درگزر کریں گے“ (الاحقاف، آیت ۱۶)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی جو تشریح فرمائی ہے اُسے امام احمد، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابوداؤد، حاکم، ابن جریر، عبد بن حمید اور بن مردویہ نے مختلف الفاظ میں حضرت عائشہ سے نقل کیا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضورؐ نے فرمایا ”جس سے بھی حساب لیا گیا وہ مارا گیا“۔ حضرت عائشہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ ”جس کا نامہ اعمال اس کے سیدھے ہاتھ میں دیا گیا اس سے ہلکا حساب لیا جائے گا“؟ حضورؐ نے جواب دیا ”وہ تو صرف اعمال کی پیشی ہے، لیکن جس سے پوچھ گچھ کی گئی وہ مارا گیا“۔ ایک اور روایت میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ حضورؐ کو نماز میں یہ دعا مانگتے ہوئے سنا کہ ”خدا یا مجھ سے ہلکا حساب لے“۔ آپ نے جب سلام پھیرا تو میں نے اس کا مطلب پوچھا۔ آپ نے فرمایا ”ہلکے حساب سے مراد یہ ہے کہ بندے کے نامہ اعمال کو دیکھا جائے گا اور اُس سے درگزر کیا جائے گا۔ اے عائشہؓ، اُس روز جس سے حساب فہمی کی گئی وہ مارا گیا“۔



وَ يَنْقَلِبُ إِلَىٰ أَهْلِهِ مَسْرُورًا

9- اور وہ لوٹے گا اپنے اہل و عیال میں خوش  
خوش۔\*7

7\* اپنے لوگوں سے مراد آدمی کے وہ اہل و عیال، رشتہ دار اور ساتھی ہیں جو اسی کی طرح معاف کیے گئے ہوں گے۔

10- اور یہ کہ جس کو دیا جائے گا اس کا نامہ اعمال اسکی پیٹھ کے پیچھے سے۔\*8

وَأَمَّا مَنْ أُوْتِيَ كِتَابَهُ وَرَأَىٰ ظَهْرَهُ ﴿١٠﴾

8\* سورہ الحاقہ میں فرمایا گیا ہے کہ جس کا نامہ اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ اور یہاں ارشاد ہوا ہے اُس کی پیٹھ کے پیچھے دیا جائے گا۔ غالباً اس کی صورت یہ ہوگی کہ وہ شخص اس بات سے تو پہلے ہی مایوس ہوگا کہ اُسے دائیں ہاتھ میں نامہ اعمال ملے گا، کیونکہ اپنے کرتوتوں سے وہ خوب واقف ہوگا اور اسے یقین ہوگا کہ مجھے نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں ملنے والا ہے۔ البتہ ساری خلقت کے سامنے بائیں ہاتھ میں نامہ اعمال لیتے ہوئے اُسے خفت محسوس ہوگی، اس لیے وہ اپنا ہاتھ پیچھے کر لے گا۔ مگر اس تدبیر سے یہ ممکن نہ ہوگا کہ وہ اپنا کچا چھٹا اپنے ہاتھ میں لینے سے بچ جائے۔ وہ تو بہر حال اسے پکڑا یا ہی جائے گا خواہ وہ ہاتھ آگے بڑھا کر لے یا پیٹھ کے پیچھے چھپالے۔

11- تو عنقریب وہ پکارے گا موت کو۔

فَسَوْفَ يَدْعُوا ثُبُورًا ﴿١١﴾

12- اور داخل ہوگا وہ دہمکتی آگ میں۔

وَيَصْلِي سَعِيرًا ﴿١٢﴾

13- بیشک وہ رہتا تھا اپنے اہل و عیال ہی میں خوش خوش۔\*9

إِنَّهٗ كَانَ فِيْٓ أَهْلِهِ مَسْرُورًا ﴿١٣﴾

9\* یعنی اُس کا حال خدا کے صالح بندوں سے مختلف تھا جن کے متعلق سورہ طور (آیت ۲۶) میں فرمایا گیا ہے کہ وہ اپنے گھر والوں میں خدا سے ڈرتے ہوئے زندگی بسر کرتے تھے، یعنی ہر وقت انہیں یہ خوف لاحق رہتا تھا کہ کہیں بال بچوں کی محبت میں گرفتار ہو کر ہم اُن کی دنیا بنانے کے لیے اپنی عاقبت برباد نہ کر لیں۔ اس کے برعکس اُس شخص کا حال یہ تھا کہ اپنے گھر میں وہ چین کی بنسری بجا رہا تھا اور خوب بال بچوں کو عیش



کر رہا تھا، خواہ وہ کتنی ہی حرام خوریاں کر کے اور کتنے ہی لوگوں کے حق مار کر یہ سامانِ عیش فراہم کرے، اور اس لطف و لذت کے لیے خدا کی باندھی ہوئی حدوں کو کتنا ہی پامال کرتا رہے۔

إِنَّهُ ظَنَّ أَنْ لَنْ يَّجُوزَ ۗ

14- بیشک وہ تو خیال کرتا تھا کہ ہرگز نہیں لوٹنا۔

بَلَىٰ إِنَّ رَبَّهُ كَانَ بِهِ بَصِيرًا ۗ

15- کیوں نہیں بیشک اسکا رب اسکو دیکھ رہا تھا۔\*10

10\* یعنی یہ خدا کے انصاف اور اس کی حکمت کے خلاف تھا کہ جو کتوت وہ کر رہا تھا ان کو وہ نظر انداز کر دیتا اور اسے اپنے سامنے بلا کر کوئی باز پرس اس سے نہ کرتا۔

فَلَا أُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ۗ

16- پس نہیں میں قسم کھاتا ہوں شام کی سرخی کی۔

وَاللَّيْلِ وَمَا وَسَقَ ۗ

17- اور رات کی اور جو وہ اکٹھا کر لیتی ہے۔

وَالْقَمَرِ إِذَا اتَّسَقَ ۗ

18- اور چاند کی جب وہ پورا ہو جائے۔

لَتَذْكُنَّ طَبَقًا عَنِ طَبَقِ ۗ

19- تم ضرور چڑھو گے درجہ بدرجہ۔\*11

11\* یعنی تمہیں ایک حالت پر نہیں رہنا ہے بلکہ جوانی سے بڑھاپے، بڑھاپے سے موت، موت سے برزخ، برزخ سے دوبارہ زندگی، دوبارہ زندگی سے میدانِ حشر، پھر حساب و کتاب اور پھر جزا و سزا کی بے شمار منزلوں سے لازماً تم گزرنا ہو گا۔ اس بات پر تین چیزوں کی قسم کھائی گئی ہے۔ سورج ڈوبنے کے بعد شفق کی سرخی، دن کے بعد رات کی تاریکی اور اُس میں اُن بہت سے انسانوں اور حیوانات کا سمٹ آنا جو دن کے وقت زمین پر پھیلے رہتے ہیں، اور چاند کا ہلال سے درجہ بدرجہ بڑھ کر بدر کامل بننا۔ یہ گویا چند وہ چیزیں ہیں جو اس بات کی اعلانیہ شہادت دے رہی ہیں کہ جس کائنات میں انسان رہتا ہے اس کے اندر ٹھہراؤ نہیں ہے، ایک مسلسل تغیر اور درجہ بدرجہ تبدیلی ہر طرف پائی جاتی ہے، لہذا کفار کا یہ خیال صحیح نہیں ہے کہ موت کی

آخری پجلی کے ساتھ معاملہ ختم ہو جائے گا۔

فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٢٠﴾

20- تو کیا ہوا ان لوگوں کو کہ نہیں وہ ایمان لاتے۔

وَإِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنُ لَا يَسْجُدُونَ ﴿٢١﴾

21- اور جب پڑھا جاتا ہے انکے سامنے قرآن تو نہیں سجدہ کرتے۔<sup>\*12</sup> (سجدہ)

(سجدہ) ﴿٢١﴾

**\*12** یعنی ان کے دل میں خدا کا خوف پیدا نہیں ہوتا اور یہ اُس کے آگے نہیں جھکتے۔ اس مقام پر سجدہ کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے ثابت ہے۔ امام مالک، مسلم اور نسائی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے نماز میں یہ سورہ پڑھ کر اس مقام پر سجدہ کیا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں سجدہ کیا ہے۔ بخاری، مسلم، ابو داؤد اور نسائی نے ابو رافع کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ نے عشا کی نماز میں یہ سورہ پڑھی اور سجدہ کیا۔ میں نے اس کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی ہے اور حضور نے اس مقام پر سجدہ کیا ہے، اس لیے میں مرتے دم تک یہ سجدہ کرتا رہوں گا۔ مسلم، ابو داؤد، ترمذی، نسائی، اور ابن ماجہ وغیرہ ہم نے ایک اور روایت نقل کی ہے جس میں حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اس سورہ میں اور اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ میں سجدہ کیا ہے۔

بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا يَكْذِبُونَ ﴿٢٢﴾

22- بلکہ وہ جنہوں نے کفر کیا جھٹلاتے ہیں۔

وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يُوعُونَ ﴿٢٣﴾

23- اور اللہ خوب جانتا ہے اسکو جو وہ رکھتے ہیں (اپنے دلوں میں)۔<sup>\*13</sup>

**\*13** دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اپنے سینوں میں کفر اور عناد اور عداوت حق اور برے ارادوں اور فاسد نیتوں کی جو گندگی انہوں نے بھر رکھی ہے اللہ اسے خوب جانتا ہے۔



24- تو خبر سنا دو انکو عذاب کی جو دکھ دینے والا ہے۔

فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابِ الْيَوْمِ ﴿٢٤﴾

25- مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور کرتے رہے نیک اعمال۔ ان کے لئے ہے اجر نہ ختم ہونے والا۔

إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ ﴿٢٥﴾

